خطبۂ صدارت

کل ہند اجلاس مجلس عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ
دارالعلوم دیوبند

منعقدہ: ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۸ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۲۰۲۶ء، بروز سہ شنبہ

از

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ

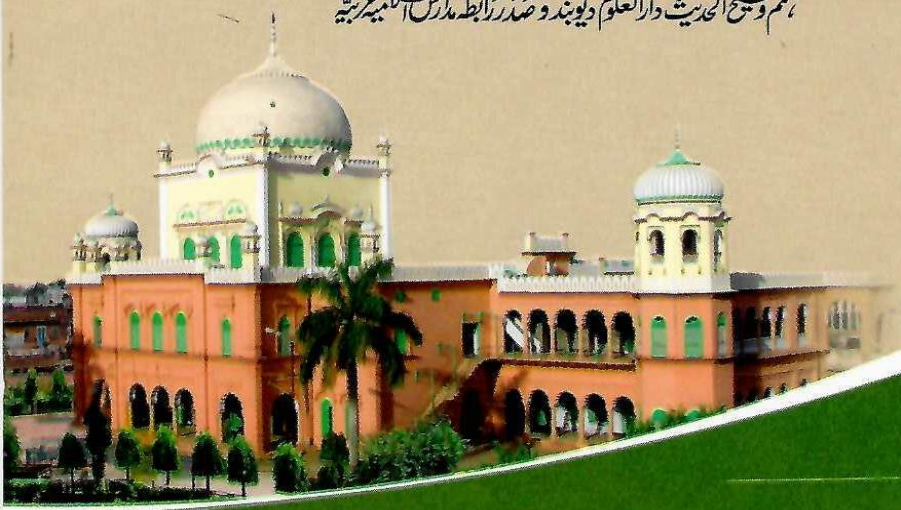

شائع کردہ
مرکزی دفتر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند



خطبۂ صدارت

کُل ہند اجلاس مجلسِ عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ
دارالعلوم دیوبند

منعقدہ: ۱۵ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۸ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۲۰۲۶ء، بروز سہ شنبہ

از

حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند و صدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ

شائع کردہ

مرکزی دفتر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للّٰہ ربِّ العالَمین والصلاۃُ والسلام علی سَیِّد الأنبیاءِ والمُرسَلِینَ وعلی آلہ وصَحْبہ أجمعینَ وبعد :

اللہ رب العزۃ کا بے پایاں احسان وکرم ہے کہ اس نے ہم سب کو صراطِ مستقیم پر گام زن رکھا اور دین متین کے اس شعبے سے وابستہ فرمایا جو براہِ راست علومِ کتاب وسنت کی حفاظت واشاعت اور نونہالانِ اسلام کی تعلیم وتربیت سے تعلق رکھتا ہے، نیز صراطِ مستقیم کے روشن میناروں یعنی مدارسِ اسلامیہ اور دینی تعلیمی اداروں کے امور ومسائل پر اجتماعی غور وخوض اور رابطہ مدارسِ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کی ترقی واستحکام اور مدارس میں نظامِ تعلیم وتربیت کی بہتری، باہمی ربط واتحاد کے فروغ اور داخلی وخارجی مسائل ومشکلات کے ازالے کے لیے باہمی مشورے سے لائحۂ عمل طے کرنے کی توفیق ارزانی فرمائی۔

امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

حضرات علمائے کرام! اس مبارک ومسعود موقع پر بندہ سب سے پہلے اپنی اور تمام خدامِ دارالعلوم کی طرف سے آپ حضرات کی خدمت میں جذباتِ تشکر پیش کرنا اپنی سعادت اور فرض منصبی تصور کرتا ہے کہ آپ نے بے پناہ انتظامی، تعلیمی اور ملّی مصروفیات کے باوجود اپنا قیمتی وقت فارغ فرمایا، ہماری دعوت کو شرفِ قبول عطا کرتے ہوئے زحمت سفر برداشت کی اور مجلس عمومی رابطہ مدارسِ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کے اس کل ہند اجلاس میں تشریف لائے۔ فجزاکم اللّٰہ أحسن الجزاء۔

اس موقع پر ہمیں شدت سے یہ احساس ہے کہ ہم خدام دارالعلوم اپنے موقر مہمانانِ کرام اور مدارسِ اسلامیہ کے عالی قدر ذمہ داران کی شایانِ شان ضیافت کا اہتمام نہ کر سکے، میں تمام خدامِ دارالعلوم کی طرف سے اس کے لیے معذرت خواہ ہوں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس اجلاس کو ہر لحاظ سے کام یاب فرمائے، اور اسے مدارسِ اسلامیہ کی ترقی واستحکام اور ملتِ اسلامیہ کی سربلندی وسرفرازی کا ذریعہ بنائے۔

رہ نمایانِ ملت! رابطۂ مدارسِ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند کی مجلس عمومی کا یہ ایک ضابطے کا اجلاس ہے جو ہر تین سال پر منعقد کیا جاتا ہے، اجلاس کے دعوت نامے کے ساتھ ایجنڈا بھی آپ حضرات کی خدمت میں پہلے ہی ارسال کر دیا گیا ہے، جس میں درج ذیل امور خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں:

- مدارس اسلامیہ کا نظامِ تعلیم وتربیت
- مدارسِ اسلامیہ کے خلاف منفی پالیسی کا جائزہ اور حل
- فرقِ باطلہ خصوصاً فتنۂ قادیانیت وشکیلیت کی تردید وتعاقب پر غور
- مدارسِ اسلامیہ کے داخلی نظام کے استحکام پر غور
- رابطہ مدراس کی صوبائی شاخوں کے مسائل وغیرہ

مجلس عمومی کے ہر اجلاس میں تقریباً انہی سارے موضوعات وامور پر غور وخوض اور گفت گو ہوتی رہی ہے، اور ضروری فیصلے کیے جاتے رہے ہیں۔

علمائے ذی وقار! دارالعلوم دیوبند کے قدیم دستور اساسی میں قیامِ دارالعلوم کے مقاصد کو مندرجہ ذیل پانچ اہم دفعات میں بیان کیا گیا ہے:

(۱) قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد وکلام اور ان علوم سے متعلقہ ضروری اور مفید فنونِ آلیہ کی تعلیم دینا اور مسلمانوں کو مکمل طور پر اسلامی معلومات بہم پہنچانا، رشد وہدایت اور تبلیغ کے ذریعہ اسلام کی خدمت انجام دینا۔

(۲) اعمال واخلاقِ اسلامیہ کی تربیت اور طلبہ کی زندگی میں اسلامی روح پیدا کرنا۔
(۳) اسلام کی تبلیغ واشاعت اور دین کا تحفظ ودفاع اور اشاعتِ اسلام کی خدمت بذریعہ تقریر وتحریر بجالانا اور مسلمانوں میں تعلیم وتبلیغ کے ذریعہ خیر القرون اور سلفِ صالحین جیسے اخلاق واعمال اور جذبات پیدا کرنا۔
(۴) حکومت کے اثرات سے اجتناب واحتراز اور علم وفکر کی آزادی کو برقرار رکھنا۔
(۵) علومِ دینیہ کی اشاعت کے لیے مختلف مقامات پر مدارسِ عربیہ قائم کرنا اور ان کا دارالعلوم دیوبند سے الحاق۔

تاریخ شاہد ہے کہ دارالعلوم کے اکابر علماء کرام اور سپوتوں نے ان مقاصدِ عالیہ کی روشنی میں علوم کتاب وسنت کی حفاظت واشاعت، اسلام کی سربلندی، اسلامی اخلاق واقدار کے تحفظ اور ملک وملت کی تعمیر وترقی میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے، ایک طرف انھوں نے برطانوی سامراج سے ملک کو آزاد کرانے کے لیے ہمہ گیر تحریک برپا کر کے جنگ آزادی کی قیادت کی تو دوسری طرف فرزندانِ اسلام کی تعلیم وتربیت کے لیے ملک کے کونے کونے میں مدارس ومکاتبِ اسلامیہ کا جال بچھا دیا، اسی طرح قرآن وسنت کی تعلیمات کے مطابق اسلامی معاشرے کی تشکیل کی، فرقِ باطلہ وضالہ کے تعاقب اور قلع قمع کرنے میں اہم کردار ادا کیا اور اسلام کو حقیقی شکل میں محفوظ رکھنے کا اہم ترین کارنامہ انجام دیا۔ نیز ملتِ اسلامیہ کی ملی، تعلیمی اور دینی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے علمائے کرام کی ایک بڑی کھیپ تیار کر دی۔

اسی طرح ملک میں مسلمانوں کے سیاسی، دینی، ملّی، سماجی، تعلیمی، اور دیگر بنیادی حقوق کی حفاظت وبازیابی اور ملک میں مسلمانوں کو باعزت مقام دلانے، ان کی جان ومال، عزت وآبرو کے تحفظ، دینی مدارس ومکاتب ودیگر تعلیمی اداروں اور مساجد واوقاف کی پاسبانی کے لیے مشترکہ جدوجہد کا سلسلہ جاری رکھا۔

بزرگانِ محترم! دارالعلوم اور مدارسِ اسلامیہ کی مذکورہ بالا روشن خدمات اور ملت اسلامیہ کے لیے ان کی بے حد افادیت کا تقاضا تو یہ تھا کہ ان کی ان ہمہ جہت خدمات کا اعتراف کیا جاتا، ان کو پوری انتظامی و تعلیمی آزادی کے ساتھ ملک وملت کی تعمیر وترقی سے متعلق خدمات انجام دینے کا موقع دیا جاتا۔

اس کے برعکس فرقہ پرست طاقتوں نے منصوبہ بند طریقے پر ان کی کردار کشی شروع کردی، ان کے نصاب کو نشانہ بنایا گیا، ان کے نظام کو بدل دینے کی کوشش کی گئی، ان کو فرقہ پرستی اور دہشت گردی کی آماجگاہ تک کہنے سے گریز نہیں کیا گیا، جب ۱۹۹۰ء کی دہائی میں مدارسِ اسلامیہ پر طرح طرح کے بے بنیاد الزامات لگائے جانے لگے، اس میں فرقہ پرست عناصر تو پیش پیش تھے ہی، حکومت کے بعض افراد نے بھی غیر ذمہ دارانہ بیانات دئے تو دارالعلوم دیوبند کے حضرات ارکان شوریٰ نے حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی صاحب نور اللہ مرقدہٗ رکن شوریٰ دارالعلوم وصدر جمعیۃ علماء ہند کی تحریک پر مدارس کو درپیش ان خطرات کا مجلس شوریٰ میں جائزہ لیا، اور پہلے ۲۰، ۲۱/محرم ۱۴۱۵ھ کو اہم کل ہند نمائندہ اجتماع بلایا گیا اور پھر ۲۰، ۲۱، ۲۲/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۷، ۲۸، ۲۹/ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو کل ہند مدارس اسلامیہ کے سہ روزہ اجلاس میں رابطہ مدارسِ اسلامیہ عربیہ کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور دارالعلوم دیوبند میں مرکزی دفتر رابطہ مدارسِ اسلامیہ کا قیام عمل میں آگیا۔

دانشورانِ ملت! رابطہ مدارسِ اسلامیہ کے دستور میں رابطے کے مندرجہ ذیل اغراض ومقاصد طے پائے:

رابطۂ مدارس کے اغراض ومقاصد

(الف) مدارس اسلامیہ عربیہ کے نظامِ تعلیم وتربیت کو بہتر بنانا۔

(ب) مدارس اسلامیہ عربیہ کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دینا اور روابط کو مستحکم کرنا۔

(ج) مدارس اسلامیہ عربیہ کی بقاء وترقی کے لیے صحیح اور مؤثر ذرائع اختیار کرنا، اور مدارس اسلامیہ عربیہ کے نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم اور طریقۂ امتحان میں یکسانیت اور ہم آہنگی پیدا کرنا۔

(د) ان علاقوں میں مدارس اور مکاتب کے قیام کی جدوجہد کرنا جہاں مرکز ضرورت محسوس کرے۔

(ھ) بوقت ضرورت نصاب تعلیم میں کسی جزوی ترمیم وتسہیل پر غور کرنا۔

(و) نصاب تعلیم میں شامل نایاب وکم یاب کتابوں کا نظم کرنا۔

(ز) اسلامی تعلیم اور اس کے مراکز کے خلاف کی جانے والی کوششوں اور سازشوں پر نظر رکھنا۔

(ح) مسلم معاشرے کی اصلاح اور شعائر اسلام کی حفاظت کرنا۔

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کے بنیادی اصول:

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کے رکن وہی مدارس ہوں گے:

(الف) جو عقائد اہل سنت والجماعت کے پابند اور مسلک علماء دیوبند سے متفق ہوں۔

(ب) جو رابطہ کے بنیادی اغراض ومقاصد سے متفق ہوں اور دستور العمل کی پابندی قبول کریں۔

(ج) جہاں دارالعلوم دیوبند کے نہج پر عربی درجات قائم ہوں، یا حفظ اور اس کے ساتھ تجوید کی تعلیم باقاعدہ کتاب کے ذریعہ ہوتی ہو۔

(د) جہاں امداد یافتہ مقیم طلبہ کی تعداد کم از کم پچیس ہو۔

رابطہ مدارس کے کل ہند اجتماعات میں مذکورہ بالا اغراض ومقاصد سے متعلق موضوعات زیر بحث آتے رہے اور اہم فیصلے صادر کئے جاتے رہے ہیں، آج کے اجلاس میں ان ہی اہم امور کی جانب آپ حضرات کی توجہات مبذول کرائی جائیں گی۔

نظامِ تعلیم کی بہتری

رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کے مذکورہ بالا اہم ترین اغراض ومقاصد میں نظامِ تعلیم وتربیت کی بہتری کو اولیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ رابطہ مدارسِ اسلامیہ کے اجلاس کے ایجنڈے میں بھی اس کو اہمیت کے ساتھ زیرغور لایا جاتا ہے۔

۱- **نصاب تعلیم کی عمدگی پر توجہ:** ظاہر ہے کہ نصابِ تعلیم، اس نظام میں بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، بعض مدارس نے دارالعلوم دیوبند کے نصاب میں غیرضروری اختصار یا کاٹ چھانٹ کردی ہے، چناں چہ بعض مدارس میں دارالعلوم دیوبند کے عربی درجات کے آٹھ سالہ نصاب میں تخفیف کرکے کہیں سات سالہ، کہیں چھ سالہ اور کہیں پر صرف پانچ سالہ کردیا گیا ہے، جس سے طلبہ کی فنی صلاحیتوں میں نمایاں حد تک کمی آتی جارہی ہے، مناسب ہے کہ رابطہ مدارس سے مربوط مدارس، اُس نصاب تعلیم کو باقاعدگی سے نافذ کریں جو رابطے ہی کے اجتماعات میں منظور ہوا ہے اور دارالعلوم دیوبند اور بہت سے مدارس میں عملاً نافذ بھی ہے، لہٰذا جن مدارس میں ابھی تک یہ نصاب نافذ نہیں ہے وہاں دارالعلوم دیوبند کا مکمل عربی نصابِ تعلیم رائج کیا جائے۔

۲- **نصاب کی تکمیل پر توجہ:** تعلیم وتربیت کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ دارالعلوم دیوبند کے جاری کردہ نصاب اور ماہانہ مقدار خواندگی کو بنیاد بنا کر نصاب کی پابندی اور توازن کے ساتھ تکمیل کرائی جائے، ایام تعطیلات کم سے کم کئے جائیں، اساتذۂ کرام وطلبۂ عزیز، بلاناغہ پابندی اور مستعدی کے ساتھ درسگاہ میں حاضر ہوں، گھنٹے کے آغاز سے اختتام تک پابندی کے ساتھ سبق جاری رکھے جائیں، نحو وصرف اور فقہ کی اصطلاحات وتعریفات وغیرہ اور ضروری عبارتوں کو

زبانی یاد کرانے پر توجہ دی جائے، صوبائی صدور صاحبان اپنے اپنے صوبے میں تدریب المعلمین اور اجتماعی امتحان کا نظم قائم کرنے کی بھرپور جدوجہد فرمائیں۔

مقامِ مسرت ہے کہ بیشتر صوبوں میں مربوط مدارس کے سالانہ امتحانات رابطہ بورڈ کے زیر انتظام کرائے جارہے ہیں، تاہم ضرورت ہے کہ امتحان کی کتابیں اور جماعتیں بڑھائی جائیں اور کوشش کی جائے کہ شعبۂ حفظ وتجوید کے ساتھ تمام عربی جماعتوں کے امتحانات تدریجاً کرانے شروع کئے جائیں۔

۳- **تدریب المعلمین** کا نظام قائم کرنے پر توجہ دی جائے، رابطۂ مدارس اسلامیہ کی مجلس عاملہ کی تجویز میں مدارس اسلامیہ میں تعلیمی نظام بہتر بنانے کے لیے ابتدائی عربی جماعتوں میں مختلف فنون کی تدریس کی تربیت کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے اور صوبائی صدور کو متوجہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبے میں ابتدائی درجات کے مدرسین کی تربیت کا نظام بنائیں، صوبے کے ماہر اور تجربہ کار اساتذۂ کرام اس کی تربیت دیں اور حسبِ ضرورت دارالعلوم دیوبند کے حضرات اساتذہ کرام اور دارالعلوم میں سال ہائے گذشتہ میں تدریس کی تربیت اور تدریب حاصل کرنے والے فضلاء کی خدمات بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔ بہت سے صوبوں میں تدریب وتدریسی تربیت کا عمل انجام پارہا ہے، لیکن متعدد صوبوں میں ابھی مزید توجہ کی ضرورت ہے۔

نظامِ تربیت:

افراد سازی کے عمل میں دوسری بہت زیادہ توجہ طلب چیز تربیت ہے؛ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ صحیح تربیت کے بغیر تعلیم کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے، بالخصوص موجودہ دور میں جب کہ ماحول میں بگاڑ کے اسباب روز افزوں ہیں، انٹرنیٹ اور ملٹی میڈیا موبائل نے فواحش ومنکرات کو معاشرے میں جرائم کی طرح عام کردیا ہے

اور نئی نسل تیزی سے ان کا شکار ہو رہی ہے، شوشل میڈیا نے نوجوانوں کو فکری ارتداد کے راستے پر لگا دیا ہے، نوجوان اسلامی عقائد واعمال کے سلسلے میں تشکیک میں مبتلا ہوتے جارہے ہیں، ایسے حالات میں طلبہ کی نگرانی اور تربیت پر پہلے سے کہیں زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور حالات کے مطابق اصول وضوابط مرتب کرنا اور سنجیدگی کے ساتھ ان کا نفاذ کرنا وقت کا تقاضا ہے۔

مدرسہ صرف ذہن بنانے کا ادارہ نہیں، کردار بنانے کا ادارہ بھی ہے۔ اگر طالب علم نے بہت سی کتابیں پڑھ لیں، بہت سے اسباق یاد کر لیے، لیکن اس کے اندر تعلیم کے ساتھ خوفِ خدا، اخلاص، ادب، تحمل، سچائی، خدمتِ خلق اور بڑوں کا احترام پیدا نہ ہوا تو ہماری تعلیمی کوشش کا ایک اہم مقصد باقی رہ جائے گا۔ اس لیے مدارس میں تربیتی نظام کو باقاعدہ نظام کی حیثیت دی جانی چاہیے۔ ضرورت ہے کہ طلبہ کی اصلاح وتربیت کے سلسلے میں لائحۂ عمل مرتب کریں اور اس کو باضابطہ بنانے کی کوشش کریں، ایسے لوگوں کو تعلیم وتدریس کے لیے ترجیح دیں جو اخلاقی کمالات اور نسبتِ احسان سے آراستہ ہوں، مدرسے کے ماحول کو ایسا پاکیزہ بنانے کی کوشش کریں کہ اعمال صالحہ کی رغبت اور منکرات سے نفرت پیدا ہو اور ایسی تمام تدابیر عمل میں لائی جائیں جو مدارس کے طلبہ کو مقصد سے قریب تر کر دیں، اور ان میں دعوت وارشاد واعلاء کلمۃ اللہ کے لیے سرفروشی کی وہ روح پیدا ہو جائے جو ان کے اسلاف کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔

اس سلسلے میں یہ بھی گزارش ہے کہ دارالاقامہ کے نظام کو بہتر بنانے پر خاص توجہ فرمائی جائے، جس کے تحت طلبہ کو نماز باجماعت کی پابندی، وضع قطع کی درستگی اور تمام غیر ضروری اور غیر مناسب مشاغل سے اجتناب کا پابند بنایا جائے، ملٹی میڈیا موبائل اور انٹرنیٹ کے استعمال سے روکا جائے اور صرف ضرورت کے تحت، اوقاتِ تعلیم کے علاوہ میں سادہ موبائل کے استعمال کی اجازت دی جائے۔

دورانِ درس بھی حضرات اساتذۂ کرام وقتاً فوقتاً طلبہ کو ان کی وضع قطع کی درستگی،

پنج وقتہ نمازوں کی پابندی اور مخرب اخلاق عادتوں پر متنبہ فرمائیں اور حضرات اکابر رحمہم اللہ کے تحصیل علم کے واقعات، مجاہدات اور ان کی قربانیوں کی یاد دہانی کرائی جائے، نیز دوران درس فکری ذہن سازی پر بھی زور دیا جائے اور اس کے لیے اصلاحی جلسے بھی کئے جائیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اساتذہ خود طلبہ کے لیے نمونہ بنیں، طلبہ صرف استاد کی تقریر سے نہیں، بلکہ اس کے کردار سے بھی سیکھتے ہیں۔ مدرسے کے ماحول میں علم، عمل، اخلاص اور حسنِ اخلاق ایک ساتھ نظر آنا چاہیے۔

اس سلسلے میں مدارس کے ذمہ داران، اساتذۂ کرام کو کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے اصلاحی تعلق قائم کر لینا نہایت مفید معلوم ہوتا ہے، اسی کے ساتھ بڑی جماعتوں کے طلبہ کو ترغیب دینا چاہیے کہ وہ بھی کسی سلسلے کے کسی شیخ و بزرگ سے متعلق ہو جائیں اور ان کی ہدایات کی روشنی میں اپنی اصلاح کی سعی کریں۔

تحفظ مدارس کی جدو جہد

ملکی حالات پر آپ حضرات کی گہری نظر ہے، لاک ڈاؤن کے بعد سے جو حالات پیش آئے انھوں نے سب سے زیادہ تعلیم و تربیت کے اداروں، یعنی مدارسِ اسلامیہ کو سب سے زیادہ نقصان پہونچایا ہے، پہلے دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف کافی میلان تھا، اب اس رجحان میں نمایاں کمی آ گئی ہے، بعض صوبوں میں عربی درجات کے لیے طلبہ بہت کم دستیاب ہیں، اسی کے ساتھ گذشتہ ایک دہائی سے مسلمانوں، مساجد، مدارسِ اسلامیہ اور مسلم تعلیمی اداروں کو بطور خاص نشانہ بنایا جا رہا ہے، مسلمان جو اس ملک کی دوسری بڑی اکثریت ہے اور جس نے ملک کی تعمیر و ترقی میں تاریخی کردار ادا کیا ہے اس کو دوسرے درجے کا شہری بنانے پر کمر کس لی گئی ہے، ان کے گرد مسائل اور مشکلات کا ایسا حصار قائم کر دیا گیا ہے کہ مسلمان اسی میں الجھ کر رہ جائیں اور اپنی اور اپنی قوم کی تعمیر و ترقی کے بارے میں سوچ بھی نہ سکیں۔

مدارسِ اسلامیہ جن کا ایک شان دار ماضی ہے، جن سے وابستہ علمائے کرام اور قائدینِ ملت نے ملک کی جنگِ آزادی میں قائدانہ کردار ادا کیا ہے اور برادرانِ وطن کے شانہ بشانہ اور بعض نے ان سے بڑھ کر خدمات انجام دی ہیں، چوں کہ مدارسِ اسلامیہ مسلمانوں کے لیے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں، انھیں کے ذریعہ مسلمانوں کو آبِ حیات فراہم ہوتا ہے، اور سچا، پکّا مسلمان اور شہری بن کر رہنے کا حوصلہ ملتا ہے، اس لیے مدارس کو خاص طور سے نشانہ بنایا جارہا ہے، پہلے ترغیب کے ذریعہ ان کے نصاب اور نظام کو بدلنے کی تگ ودَو جاری رہی؛ لیکن جب اس میں کامیابی نہ ملی تو ترہیب وتخویف کا راستہ اختیار کیا جارہا ہے۔

دستورِ ہند میں دئے گئے بنیادی حقوق کے تحت اقلیتوں اور مسلمانوں کو اپنے مذہبی وتعلیمی اداروں کے قیام اور ان کے انتظام وانصرام کا حق حاصل ہے، لیکن تشویش ناک پہلو یہ ہے کہ متعدد صوبوں میں مدارس کے خلاف فرقہ پرستوں اور حکومت کی سرگرمیاں جاری ہیں، کبھی مدارس کا سروے کرایا جاتا ہے، کبھی ان کے نصاب اور نظام کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کبھی حقوقِ اطفال کے حوالے سے ان کو غیر ضروری امور کا پابند بنایا جاتا ہے، کبھی ان کی جانچ شروع کردی جاتی ہے اور بہت سے غیر ضروری سوالات کیے جاتے ہیں۔

صوبہ جات اتراکھنڈ، بہار، مغربی بنگال اور مدھیہ پردیش وگجرات وغیرہ کے مدرسے بطور خاص نشانے پر ہیں، کئی صوبوں میں بہت سے مدارس بند کردئے گئے ہیں، چناں چہ اتراکھنڈ وغیرہ میں مدارس کے ذمہ دار حضرات نے جمعیۃ علماء ہند کی رہ نمائی میں حکومت کی کارروائی کے خلاف عدالتوں میں مقدمات دائر کررکھے ہیں، کہیں کہیں کامیابی بھی مل رہی ہے، حالات بے حد تشویش ناک، صبر آزما اور پریشان کن ہیں، لیکن ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اُڑانے کے لیے

اس لیے ضرورت ہے کہ ہم حالات کی سنگینی سے خوف زدہ اور مایوس نہ ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کا اہتمام بھی کریں، اپنے حالات درست کریں اور وہ تمام احتیاطی تدابیر اختیار کریں جو ضروری ہیں، مثلاً:

(۱) مدارسِ اسلامیہ اپنے نظام سے ہر قسم کی خامیوں کو دور کریں۔

(۲) ملکی قوانین اور دستورِ ہند کے دائرۂ کار میں رہتے ہوئے تعلیمی اداروں کا نظام چلایا جائے۔

(۳) مدرسے کے مہتمم ونظماء حضرات رجسٹرڈ سوسائٹی یا ٹرسٹ کے تحت مدرسے کا رجسٹریشن ضرور کرائیں، اگر ضرورت ہو تو وکلاء کے مشورے سے کاغذات تیار کرائے جائیں، ملکیت کے کاغذات اور تعمیری نقشے کی منظوری بالخصوص ملکیت کا مکمل ثبوت، رجسٹری، نوٹری، وقف نامہ، ذاتی ملکیت یا ادارے کی ملکیت، رجسٹری مع داخل خارج، بلڈنگ کا منظور کردہ نقشہ، پینے کا پانی، بجلی سپلائی، فائر فائٹنگ کے لیے محکمہ فائر بریگیڈ سے اجازت وغیرہ کی اَپڈیٹ کاپیاں تیار رکھی جائیں۔

(۴) مدارسِ اسلامیہ میں حساب کی شفافیت کے لیے بینک اکاؤنٹ کھولے جائیں اور بیلنس شیٹ بنا کر اُسے کسی اچھے سی اے سے ضرور آڈٹ کرایا جائے۔

(۵) طلبۂ عزیز کی رہائش کے لیے صاف پانی، صاف وشفاف کمروں اور باتھ روم وغیرہ کا معقول انتظام کریں، مدرسہ میں گنجائش کے اعتبار سے ہی طلبہ رکھے جائیں۔

(۶) اگر کسی طرح کا کوئی نوٹس مدرسے یا مسجد وغیرہ کو ملے تو وکلاء سے قانونی مشورے کر کے کارروائی اور چارہ جوئی کریں۔

(۷) مدارس میں شورائی نظام کو پوری دیانت داری کے ساتھ نافذ کیا جائے۔

(۸) اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں کا معیار مناسب رکھا جائے جس سے کم از کم

درمیانی انداز میں کارکنان کی ضرورتیں پوری ہوسکیں۔

(۹) ذمہ دارانِ مدارس اپنے عملے کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھیں، ان کی عزتِ نفس کا لحاظ رکھیں اور اخلاقی تقاضوں کو نظر انداز نہ کریں۔

(۱۰) داخلے کے وقت تمام طلبہ سے آدھار کارڈ ضرور لیں، بغیر آدھار کارڈ کے کسی کا داخلہ نہ کریں، مشتبہ افراد کو مدرسے میں آمد و رفت اور قیام کی اجازت نہ دیں۔

(۱۱) مدرسے میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ جو مختلف علاقوں میں سفر کرتے ہیں، اُن کے پاس اُن کے اور اُن کے والدین کے آدھار کارڈ وغیرہ موجود ہوں، نیز ان کے پاس: (الف) مقامی پردھان/مکھیا کی ایک تحریر ہو۔ (ب) والدین کی طرف سے ایفی ڈیوٹ ہو۔ (ج) جس مدرسے میں جارہے ہیں اس کے لیٹر پیڈ کی کاپی ساتھ ہو، جس میں اُن کے بچوں کے نام لکھے ہوں؛ تاکہ بوقتِ ضرورت ان کو پیش کیا جاسکے۔

(۱۲) علاقے کے انصاف پسند برادرانِ وطن سے رابطے میں رہیں، مدرسے کے اجلاس وغیرہ میں ان کو دعوت دیں اور مدرسے کی سرگرمیوں سے واقف کرائیں۔

(۱۳) مدرسے کے جلسوں میں سیاسی قائدین آنا چاہیں تو ان کو دعوت دیں، لیکن سیاسی تقریر یا کسی سیاسی پارٹی کی حمایت میں تقریر وغیرہ کرنے کا موقع نہ دیں، مدرسے کے ذمہ داران کسی سیاسی پارٹی کی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں۔

(۱۴) مدرسے کے اساتذہ یا طلبہ کسی طرح کے سیاسی یا غیر سیاسی مظاہرے واحتجاج میں شریک نہ ہوں کہ اس سے بھی مدارس کے لیے مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

مدارسِ اسلامیہ کا داخلی نظام

مدارسِ اسلامیہ کے اندرونی نظام کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ منتظمین، اساتذہ و معلمین اور طلبۂ عزیز تینوں میں احساسِ ذمہ داری ہو، سب اپنے فرائض

اور دوسروں کے حقوق پر نظر رکھیں، داخلے کا نظام چست ہو، طلبہ کے قیام کے لیے مناسب سہولتوں کا نظم ہو، اساتذۂ کرام کا مشاہرہ مناسب ہو، تعلیم کا معیار بہتر ہو، مدرسہ اصول وضوابط اور مقررہ دستور کے مطابق چلایا جائے، طلبۂ عزیز کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ مرکوز ہو، ان کے اخلاق کی بہتری اور کردار سازی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی جائے، مدرسے میں نظم ونسق بہتر ہو، نصاب کی تکمیل پر پوری توجہ ہو، داخلی نظام بہتر ہو تو خارجی مشکلات اور چیلنجوں کا مقابلہ آسان ہوتا ہے۔

اصلاحِ معاشرہ اور دفاعِ اسلام

حضرات محترم! مدارسِ اسلامیہ سے علومِ قرآن وسنت کی روشنی میں مسلم معاشرے کی اصلاح، اسلام کے تحفظ ودفاع اور فرقِ باطلہ وضالہ کے تعاقب وتردید، عوام وخواص کی اصلاح کے لیے منصوبہ بند طریقے پر معاشرے کی اصلاح کا کام کیا جائے اور فرقِ باطلہ وضالہ کے خلاف مسلسل جدوجہد جاری رکھی جائے۔ فکری انحرافات اور عقائد باطلہ سے مسلمانوں کی حفاظت مدارس اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں شامل ہے، عصر حاضر میں مختلف باطل فرقے سر اُبھار رہے ہیں، خاص طور پر عیسائیت، قادیانیت، غیر مقلدیت، اور چند سالوں سے ایک نیا فتنہ، فتنۂ شکیلیت تیزی کے ساتھ سرگرم ہو رہا ہے، موجودہ زمانے میں تمام باطل مذاہب اور گمراہ فرقے، پہلے سے زیادہ سرگرمی کے ساتھ میدانِ عمل میں آگئے ہیں اور وہ اپنے باطل افکار کو جس حوصلے کے ساتھ پھیلانے میں لگے ہیں وہ تمام اہلِ حق کے لیے لمحہ فکریہ ہے، اس لیے اس پہلو سے مدارس کا متحرک ہونا حد درجہ ضروری ہے۔

اہلِ مدارس کی ذمہ داری صرف تعلیم وتدریس ہی نہیں ہے بلکہ غلط افکار وعقائد سے مسلمانوں کی حفاظت، باطل تاویلات وتحریفات کی تردید اور شریعت اسلامیہ کی، قرآن وسنت پر مبنی تشریح پیش کرنا بھی ان کا فریضہ بلکہ سب سے اہم فریضہ ہے، جیسا

کہ حدیث شریف میں ''یَنفُون عنه تَحریفَ الغالِینَ وانتِحَالَ المُبطِلِینَ وتَاوِیلَ الْجَاهِلِیْنَ''(الحدیث) کے الفاظ سے حاملین علم کے فرائض منصبی کی تعیین کی گئی ہے، اس لئے ادیانِ باطلہ اور فرق ضالہ کے دام فریب کا شکار ہونے سے سادہ لوح مسلمانوں کو بچانے کے لئے مدارس کو پہلے سے کہیں زیادہ سرگرم ہونے کی ضرورت ہے، کیونکہ عصر حاضر میں ان باطل مذاہب اور فرقوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کردی ہیں۔

منظّم انداز پر قادیانیت اور شکیلیت کے فتنوں کے تعاقب وتردید پر توجہ مرکوز رکھنے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ یہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایسی بغاوت کی آگ ہے جو مسلمانوں کے خرمن ایمان کو پھونک ڈالتی ہے، موجودہ وقت میں باطل فرقے اپنے مذہب کی ترویج واشاعت کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے اپنا رہے ہیں۔

ان تمام فرق ضالہ کی تردید وتعاقب کے لئے مدارس اسلامیہ کو فوری طور پر متوجہ ہونا چاہئے۔ اس مقصد کے لئے ضروری ہے کہ:

(۱) علماء وفضلا کو ان تمام فرقوں کی تردید کے لئے باقاعدہ تیار کیا جائے، جس کے لئے مختلف علاقوں میں تربیتی کیمپ لگائے جائیں، ہر علاقے کے بڑے مدارس، دارالعلوم کی رہنمائی میں اس کا انتظام کریں۔

(۲) مسلمانوں کے تمام طبقات کو ان باطل افکار کی زہرناکی سے واقف کرایا جائے، اس کے لئے آسان زبان میں لٹریچر بھی تیار کیا جائے اور حسب ضرورت عمومی اجلاس منعقد کیے جائیں۔

(۳) تمام ہی مدارس اپنے علاقوں میں فرق باطلہ کی سرگرمیوں پر گہری نظر رکھیں، ان کی روک تھام کی کوشش کریں، اور حسب ضرورت، دارالعلوم میں فرق باطلہ کی تردید میں سرگرم شعبوں بالخصوص کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت اور شعبۂ تحفظ سنت سے تعاون حاصل کریں۔

(۴) مدرسے کے کتب خانے میں باطل فرقوں سے متعلق کتابیں فراہم کی جائیں، اور جہاں کتب خانہ نہیں ہیں وہاں کتب خانہ قائم کیا جائے۔ نیز حسب ضرورت فرق باطلہ کی تردید اور ان کے باطل نظریات سے عوام کو واقف کرانے کے لیے کتابچے اردو اور مقامی زبانوں میں تیار کرکے طبع کرائے جائیں اور عوام میں تقسیم کیے جائیں۔

(۵) بڑے عربی مدارس اپنے منتہی طلبہ کو بھی ان موضوعات پر تربیت دیں اور تقریر و تحریر کے ذریعے ان فتنوں کے تعاقب کے لیے انہیں تیار کریں، اس سلسلے میں دارالعلوم کے محاضرات علمیہ سے رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۶) اساتذہ وقتاً فوقتاً اپنے اسباق میں فکر صحیح اور مسلک اکابر سے طلبہ کو واقف کرائیں۔

(۷) مدارس عربیہ اپنے علاقے کی دینی صورت حال پر نظر رکھیں، اور معاشرے میں اسلامی اقدار و روایات کو رواج دینے کی کوشش کریں۔

(۸) اپنے علاقے کی مساجد میں کسی بھی نماز کے بعد درسِ قرآن کا سلسلہ جاری کیا جائے، جو عوام کی اصلاح و تربیت کے لیے حضرات اکابر رحمہم اللہ کا آزمودہ نسخہ ہے۔

علماء کرام اپنے بیانات اور عام اجلاسوں میں اس کو موضوع بنائیں اور عوام الناس کو صحیح معلومات فراہم کرنے کے ساتھ فتنے کی سنگینی سے بھی واقف کرائیں، اہل مدارس اپنے مدرسوں میں باضابطہ رد فرق باطلہ یا تحفظ ختم نبوت کا شعبہ قائم کریں، صوبائی صدور صاحبان اپنے اپنے صوبوں میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند سے منظوری حاصل کرکے مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لائیں اور متاثرہ علاقوں میں جائزہ لے کر کام کریں۔

ارتدادی سرگرمیوں کی روک تھام کی جدوجہد بھی ضروری ہے، اس کے لیے علماء کرام اپنے بیانات میں ایمان کی حقیقت و اہمیت اور اس کی عظمت کو بیان کریں اور ایمان پر

اثر انداز ہونے والی چیزوں سے امت مسلمہ خصوصاً نوجوان طبقے کو آگاہ کریں، کسی مدرسے کے ذمہ دار صاحب کسی خاص ادارے یا مکان میں خواتین کو جمع کر کے علماء کرام کے بیانات کرائیں، اور علماء کرام اپنے طور پر بھی بیانات میں مستورات کو دین اور ضروریات دین سے آگاہ کرائیں۔

رابطہ مدارس کی صوبائی شاخیں:

یہ بات بڑی مسرت افزا اور خوش آئند ہے کہ رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ کی صوبائی شاخیں الحمدللہ فعال اور سرگرم ہو رہی ہیں، تقریباً تمام ہی صوبوں میں مجلس عاملہ اور مجلس عمومی کے اجلاس ہو رہے ہیں، مدارس میں تعلیمی نظام بہتر ہوا ہے، تدریب المعلمین پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے، اجتماعی امتحانات صوبائی رابطہ بورڈ کے تحت کرائے جا رہے ہیں، ممتاز آنے والے طلبہ کو انعامات سے نوازا جا رہا ہے، مدارس میں باہمی ربط واتحاد فروغ پا رہا ہے، تعاون علی البر کی فضا پروان چڑھ رہی ہے، رابطہ مدارس کے اغراض ومقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے اجتماعی مساعی مسلسل جاری ہیں، خصوصاً فرق باطلہ کے تعاقب وتردید پر نمایاں کام ہو رہا ہے، داخلی وخارجی مسائل ومشکلات کے حل کے لیے رابطہ مدارس کے تحت غور وخوض بھی جاری ہے، مجموعی لحاظ سے بحمداللہ اچھی پیش رفت ہوئی ہے، ضرورت ہے کہ متعلقہ امور میں صوبائی شاخیں مزید فعال ہوں، ضلعی یونٹیں قائم ہوں، ذمہ دار افراد مقرر ہوں، مربوط مدارس کا وقتاً فوقتاً جائزہ اور معائنہ کیا جاتا رہے۔ بعض صوبوں میں البتہ مزید توجہ کی ضرورت ہے۔

''یونیفارم سول کوڈ'' کا مسئلہ

ان دنوں اتراکھنڈ اور گجرات کی ریاستی حکومتوں کی جانب سے ''یونیفارم سول کوڈ'' یعنی ''یکساں شہری قانون'' کو منظور کیا گیا ہے وہ درحقیقت ہماری شریعتِ مطہرہ اور

ہمارے نجی عائلی معاملات میں ایک کھلی ،ناروا اور ناپاک مداخلت ہے، یہ ایک گہری سازش کے تحت ملک کے اکثریتی طبقے کے مخصوص مذہبی نظریات ،سماجی تصورات اور تہذیبی رنگ کو اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں پر زبردستی مسلط کرنا اور قانونی شکل میں مسلمانوں پر تھوپنا ہے۔ یہ عمل کسی بھی طرح انصاف اور جمہوریت پر مبنی نہیں ہے، بلکہ یہ ہمارے بنیادی عقائد اور ملک کے آئین کی طرف سے دی گئی مذہبی آزادی پر سنگین اور کاری حملہ ہے، یہ سراسر ہماری دینی شناخت کو مٹانے کی ایک منظّم سازش ہے جسے ہمیں مکمل بیداری اور دینی حمیت کے ساتھ سمجھنے کی ضرورت ہے۔

یہ قانون ملک کے آئین اور اس کے بنیادی ڈھانچے کے بھی منافی ہے، کیونکہ ملک کے آئین کے حصہ سوم میں ملک کے ہر شہری کو یہ ضمانت دی گئی ہے کہ وہ اپنے مذہب پر مکمل آزادی کے ساتھ عمل کرسکتا ہے اور اُسے مساوات کا بنیادی حق حاصل ہے۔

یہ قانون ان تمام بنیادی آئینی حقوق سے متصادم ہے اور مذہبی آزادی کو سلب کرنے کی مذموم کوشش کرتا ہے، اس لیے رابطہ مدارس اسلامیہ اور ملک کی دیگر ملّی تنظیمیں اس کی مذمت کرتی ہیں اور حکومت ہند سے مطالبہ کرتی ہیں کہ اتراکھنڈ اور گجرات میں اس غیر آئینی قانون کے نفاذ پر فی الفور روک لگائے۔

وندے ماترم کا مسئلہ:

اسی طرح حکومت نے ''وندے ماترم'' کو قومی ترانے ''جَنَ مَن گَنَ'' کے مساوی درجہ دینے ،اس کے تمام چھ بندوں کو لازمی قرار دینے اور تمام سرکاری و تعلیمی اداروں کے پروگراموں میں پڑھنے کو ضروری قرار دیا ہے۔

اس گیت کا پس منظر یہ ہے کہ ''بنکم چٹرجی'' نام کا ایسٹ انڈیا کمپنی کا ایک ملازم تھا، انگریزوں کے دور میں اس نے ایک ناول لکھا جس میں وہ وِشنو دیوی کے پجاریوں کو مسلمانوں کے خلاف برانگیختہ کرکے مورتی کے سامنے قسم دلاتا ہے کہ قسم

کھا کر کہو کہ ہم اس ملک کو غیروں سے پاک کریں گے، اسی سلسلے میں ایک شخص اس کے ہاتھ آتا ہے، اسے وہ آمادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے، اسے مورتی کے پاس لے جاتا ہے، مورتی دس ہاتھ والی ہے، اس کے کسی ہاتھ میں گنڈاسہ ہے، کسی ہاتھ میں تلوار ہے، کسی ہاتھ میں برچھی ہے اور کسی ہاتھ میں کسی کا کٹا ہوا سر ہے اور قدموں پر کئی سر ڈھیر ہیں، وہ شخص اُسے بھڑکاتا ہے کہ یہ ملک ہمارا ہے، یہاں مسلمان موجود ہیں، ان کی عبادت گاہیں ہیں، وہ وقت کب آئے گا جب ہم ان کو یہاں سے نکال باہر کریں گے، اس وقت وہ یہی نظم ''وندے ماترم'' پڑھتا ہے، اس میں انھیں جذبات کو بھڑکایا گیا ہے، اس پورے پس منظر کے ایک جز کے طور پر یہ نظم اس ناول میں آئی ہے۔

ہمارے اکابر رحمہم اللہ نے شروع سے ہی اس نظم کی مخالفت کی ہے، مولانا محمد علی جوہر، شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ، مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا تھا۔ نیز جب کلیان سنگھ کے زمانے میں یوپی حکومت نے اسکولوں اور تعلیمی اداروں میں وندے ماترم کا پڑھنا لازم کیا تو مورخہ ۲۱؍رجب ۱۴۱۹ھ کو جامع رشید دارالعلوم دیوبند میں منعقدہ رابطہ مدارس کے ملک گیر اجتماع میں بھی اس کو موضوع بنا کر مخالفت کی گئی تھی اور دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ بھی جاری کیا گیا تھا، بحمد اللہ خاطر خواہ اثر ہوا تھا، بعض دیگر حلقوں کی جانب سے بھی وندے ماترم گیت کے خلاف بیانات آئے تھے اور حکومت کو اپنا یہ فیصلہ واپس لینے پر مجبور ہونا پڑا تھا، اب ایک بار پھر مرکزی حکومت اسی طرح کا قانون لائی ہے۔

اس گیت کے متعدد بندوں میں دُرگا اور دیگر دیوی دیوتاؤں کی مدح سرائی اور عبادت کا تصور موجود ہے جو مسلمانوں کے بنیادی عقیدۂ توحید سے براہِ راست متصادم ہے، جب کہ اسلام، صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے رابطہ مدارس اسلامیہ اور ملک کی دیگر تنظیمیں اِسے دستورِ ہند کی بنیادی روح، مذہبی آزادی،

سیکولر اقدار اور کانسٹی ٹیونٹ اسمبلی کے تاریخی فیصلوں کے سراسر خلاف سمجھتی ہے ۔ یہ اجلاس حکومت ہند کو توجہ دلاتا ہے کہ ایک سیکولر ریاست کسی مخصوص مذہبی تصور یا عقیدے کو تمام شہریوں پر زبردستی مسلط نہیں کرسکتی، ملک کی وحدت وسالمیت، جبر، یکسانیت اور مذہبی بالادستی سے نہیں بلکہ آئین، باہمی احترام اور مذہبی آزادی کے تحفظ سے مضبوط ہوتی ہے، اس لیے حکومت ہند کو ملک کے حساس مذہبی معاملات کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال اور ایسے فیصلوں سے گریز کرنا چاہیے جو قومی ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہوں۔حکومت کو یہ قانون واپس لینا چاہیے۔

حرفِ آخر

آخر میں بندہ اجلاس میں تشریف لانے والے مدارس اسلامیہ کے ذمہ داران اور اساتذۂ کرام کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہے کہ آپ حضرات نے تمام تر مشغولیت کے باوجود اجلاس میں شرکت کے لیے زحمت سفر برداشت کی، دارالعلوم اور کارکنان دارالعلوم کی طرف سے جو تقصیرات ہوئی ہوں میں ان کے لیے معذرت خواہ ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مدارس کو علم وعمل کے مراکز بنائے، علماء واساتذہ کو اخلاص و استقامت عطا فرمائے، طلبہ کو دین کا سچا خادم بنائے، ہماری تنظیموں میں اتحاد واتفاق پیدا فرمائے، ہمارے اجتماعی نظام کو مضبوط بنائے، ہمیں ہر فتنے سے اپنے دین و ایمان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے اکابر کی علمی و دینی امانت کو صحیح طور پر اگلی نسلوں تک پہنچانے میں کامیابی عطا فرمائے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
مہتمم وشیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
وصدر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ

ترانۂ دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا ریاست علی ظفر بجنوری

یہ علم و ہُنر کا گہوارہ تاریخ کا وہ شہ پارہ ہے
ہر پھُول یہاں اک شعلہ ہے، ہر سرو یہاں مینارہ ہے

خود ساقیٔ کوثر نے رکھی، میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے، دیوانوں کی روداد یہاں

جو وادیٔ فاراں سے اُٹھی، گونجی ہے وہی تکبیر یہاں
ہستی کے صنم خانوں کے لئے ہوتا ہے حرم تعمیر یہاں

برسا ہے یہاں وہ ابرِ کرم، اُٹھا تھا جو سوئے بشر سے
اِس وادی کا سارا دامن سیراب ہے جوئے شیر سے

کہسار یہاں دب جاتے ہیں، طوفان یہاں رُک جاتے ہیں
اِس کاخِ فقیری کے آگے شاہوں کے محل جھک جاتے ہیں

ہر بوند ہے جس کی امرت جل، یہ بادل ایسا بادل ہے
سو ساگر جس سے بھر جائیں، یہ چھاگل ایسا چھاگل ہے

مہتاب یہاں کے ذروں کو ہر رات منانے آتا ہے
خورشید یہاں کے غنچوں کو ہر صبح جگانے آتا ہے

یہ صحنِ چمن ہے برکھارُت، ہر موسم ہے برسات یہاں
گل بانگ سحر بن جاتی ہے ساون کی اندھیری رات یہاں

اسلام کے اس مرکز سے ہوئی تقدیسِ عیاں آزادی کی
اِس بامِ حرم سے گونجی ہے سو بار اذاں آزادی کی

اس وادیٔ گل کا ہر غنچہ، خورشید جہاں کہلاتا ہے
جو زندہ یہاں سے اُٹھا ہے وہ پیرِ مُغاں کہلاتا ہے

جو شمعِ یقیں روشن ہے یہاں، وہ شمعِ حرم کی پرتو ہے
اس بزمِ ولی اللہی میں تنویرِ نبوت کی ضو ہے

یہ مجلس مے وہ مجلس ہے، خود فطرت جس کی قاسم ہے
اُس بزم کا ساقی کیا کہئے، جو صبحِ ازل سے قائم ہے

جس وقت کسی یعقوب کی لے اس گلشن میں بڑھ جاتی ہے
ذرّوں کی ضیا خورشید جہاں کو ایسے میں شرماتی ہے

عابد کے یقیں سے روشن ہے سادات کا سچا صاف عمل
آنکھوں نے کہاں دیکھا ہوگا، اخلاص کا ایسا تاج محل

یہ ایک صنم خانہ ہے جہاں محمودِ بہت تیار ہوئے
اس خاک کے ذرّے ذرّے سے کس درجہ شرر بیدار ہوئے

ہے عزم حسین احمد سے بپا، ہنگامۂ گیر و دار یہاں
شاخوں کی لچک بنجاتی ہے باطل کے لئے تلوار یہاں

رومی کی غزل، رازی کی نظر، غزالی کی تلقین یہاں
روشن ہے جمالِ انور سے، پیمانۂ فخر الدین یہاں

ہر رند ہے ابراہیم یہاں، ہر مے کش ہے اعزاز یہاں
رندانِ ہدیٰ پر کھلتے ہیں، تقدیس طلب کے راز یہاں

ہیں کتنے عزیز اس محفل کے، انفاسِ حیات افروز ہمیں
اِس سازِ معانی کے نغمے دیتے ہیں یقیں کا سوز ہمیں

طیبہ کی مے مرغوب یہاں دیتے ہیں سفالِ ہندی میں
روشن ہے چراغِ نعمانی، اس بزمِ کمالِ ہندی میں

خالق نے یہاں ایک تازہ حرم، اس درجہ حسیں بنوایا ہے
دِل صاف گواہی دیتا ہے، یہ خلدِ بریں کا سایہ ہے

اِس بزمِ جنوں کے دیوانے، ہر راہ سے پہنچے زنداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے، دیوارِ چمن سے زنداں تک

سو بار سنوارا ہے ہم نے، اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہلِ جنوں بتلائیں گے، کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

جو صبحِ ازل تک گونجی تھی، فطرت کی وہی آواز ہیں ہم
پروردۂ خوشبو غنچے ہیں، گلشن کے لئے اعجاز ہیں ہم

اِس برقِ تجلّی نے سمجھا، پروانۂ شمعِ نور ہمیں
یہ وادیٔ ایمن دیتی ہے، تعلیمِ کلیمِ طور ہمیں

دریائے طلب ہو جاتا ہے، ہر مکتب کا پایاب یہاں
ہم تشنہ لبوں نے سیکھے ہیں، مے نوشی کے آداب یہاں

بلبل کی دُعا جب گلشن میں فطرت کی زباں ہو جاتی ہے
انوارِ حرم کی تابانی، ہر سمت عیاں ہو جاتی ہے

امداد و رشید و اشرف کا یہ قلزم عرفاں پھیلے گا
یہ شجرۂ طیبہ پھیلا ہے، تا وُسعتِ امکاں پھیلے گا

خورشید یہ دینِ احمد کا، عالم کے افق پر چمکے گا
یہ نور ہمیشہ چمکا ہے، یہ نور برابر چمکے گا

یُوں سینۂ گیتی پر روشن، اسلاف کا یہ کردار رہے
آنکھوں میں رہیں انوارِ حرم، سینے میں دل بیدار رہے

PEN TONE 989 786 9314